اداریہ

"مکتوبات اقبالؒ" کے مؤلف سید نذیر نیازی نے اپنی یادداشتوں میں یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ جب علامہ اقبال کے استاد، سر تھامس آرنلڈ کی وفات پر انہوں نے آرنلڈ کی کتاب "دعوت اسلام" اور دیگر تصنیفات کی بات کی تو علامہ اقبال نے بر محل کہا کہ دعوت اسلام اور اس جیسی کتابوں کا دھوکہ مت کھاو۔ آرنلڈ برطانیہ کی خاک کا وفادار تھا اور وہی خاک اس کا دین بھی تھی اور دنیا بھی۔۔۔ بلکہ سیاسی لحاظ سے دیکھا جائے تو نہ فقط آرنلڈ، بلکہ ہر مستشرق کا علم و فضل وہی راستہ اپناتا ہے جس سے استعمار کی ہوس پروری اور یورپ کی بادشاہی کے راستے ہموار ہوتے ہوں۔ یقینا "استشراق" کا لفظ اسی داستان کی غمازی کرتا ہے۔ اگر مسلم امّت نے اہل دنیا کے سامنے دینِ اسلام کی تعلیمات اپنی زبان و قلم سے پیش کی ہوتیں تو آج غیر مسلم دنیا اسلام کے بارے میں اُن غلط فہمیوں میں مبتلا نہ ہوتی جن میں مبتلا ہے۔ اس کے علاوہ، آج دنیا میں اسلام قبول کرنے کی رفتار اُس سے کہیں زیادہ ہوتی جو ہے۔ فرزند رسول، ثامن الائمہ علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کا فرمان ہے کہ اگر لوگوں کو ہمارے کلام کی خوبیوں کا علم حاصل ہو جائے تو وہ یقینا ہماری پیروی کریں گے۔

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم امّت خود اسلامی تعلیمات کو اہل دنیا اور اہل ملل و نحل کے سامنے رکھے تاکہ وہ ان تعلیمات کے محاسن سے آشنا ہو سکیں۔ عربی زبان و ادبیات کا مشہور مقولہ ہے کہ: "ما حكّ ظهرك مثل ظفرك" یعنی: "تیری پیٹھ، تیرے ناخن کی مانند کوئی نہیں کھجلا سکتا۔" اسی طرح اسلامی تعلیمات کو اہل دنیا کے سامنے خود مسلمانوں کی مانند کوئی نہیں پہنچا سکتا۔ ہمیں بحیثیت مسلم امت، نہ فقط یہ کام انجام دینا ہے، بلکہ مستشرقین کے کام کا دقیق جائزہ بھی لینا ہے اور جہاں جہاں اسلامی تعلیمات کی ترجمانی میں مستشرقین نے غلطی کی ہے یا استعمار کی ہوس پوری کی ہے یا یورپ کی بادشاہی کی راہیں ہموار کی ہیں، ان کا سدّباب بھی کرنا ہے۔ اس حوالے سے پہلے قدم پر یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا مستشرقین نے قرآن کے تراجم میں درست کام کیا ہے؟ ایسا اس لئے ضروری ہے کیونکہ اسلامی تعلیمات کی ترجمانی قرآن کی عین عبارات اور نص سے بڑھ کر کوئی اور نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد قرآن کے ترجمہ کی نوبت آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے اسلام نے قرآن کے تراجم پر نقد و نظر کا سلسلہ ہمیشہ قائم رکھا ہے۔

مجلّہ نورِ معرفت کے اِس شمارہ میں "قرآن کریم کے اولین لاطینی، فرانسیسی اور انگریزی تراجم" کے عنوان سے ایک مبسوط مقالہ شامل ہے جس میں چند زبانوں میں قرآن کے تراجم کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ مقالہ استشراق کے

نقد کی راہ میں ایک اہم قدم شمار ہوگا اور اِس سے مسلم امّت کو " کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ " کی رسالت کی انجام دہی میں مدد ملے گی۔اس شمارے کا دوسرا مقالہ بھی قرآنیات سے مربوط ہے جس میں قرآن کی "دعوت فکر و نظر" کو عنوان قرار دیا گیا ہے۔ یقینا یہ مقالہ بھی ایک ایسی قلمی کاوش ہے جس سے قرآنی تہذیب و تمدن کی بنیادیں استوار کرنے میں مدد ملے گی۔ در حقیقت، قرآن نے انسان کو فردی اور سماجی زندگی میں ایک ایک قدم مکمل فکر و نظر کے بعد اٹھانے پر تاکید کی ہے۔ مجلّہ نور معرفت اسی ڈگر پر چل رہا ہے اور اس کے زیر نظر شمارہ میں "رحمت خدا کا اسلامی تصور" کے عنوان پر ایک وزنی مقالہ بھی شامل ہے جو اپنی جگہ خود قرآنی آیات و تعلیمات میں غور و خوض اور فکر و نظر کا مصداق ہے۔خدا کی رحمت ایک ایسی حقیقت ہے جس نے حضرت علی علیہ السلام کے بقول کائنات کی ہر شئے کو اپنے دامن میں جگہ دے رکھی ہے۔ اگر ایسا ہے تو رحمتِ خدا کے اس وسیع مفہوم سے گہری آشنائی، اُس کے مصادیق کی تشخیص اور اس خدا کی رحمت واسعہ سے مایوس نہ ہونے کے لئے رحمت خدا کا درست اور دقیق فہم بہت ضروری ہے۔ یہ مقالہ اسی سمت میں ایک اہم قدم ہے۔

دنیا ایک ایسی ستیزہ گاہ ہے جس کے حریف پنجہ فگن نئے نہیں اور یہاں امّتوں کے عروج و زوال کی داستان بھی نئی نہیں ہے۔ تاہم روز مرّہ زندگی کے امور میں انہماک انسان کو اس داستان سے غافل بنا دیتا ہے اور "گاہی گاہی باز خواں این قصہ ی پارینہ را" کے مصداق کے طور پر اس داستان کو دہرانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مجلّہ نور معرفت کے اس شمارہ میں "امّتوں کے زوال کے اسباب" کے موضوع پر ایک مقالہ شامل ہے جو زوال سے بچنے کے متلاشیوں کے لئے سراسر نصیحت ہے۔ اسی کے ساتھ اس شمارے کا اگلا مقالہ "اسلام ایک عالمی دین" کے عنوان سے مزین ہے۔ یہ مقالہ در حقیقت، عروج کی طالب امّت کا ROAD MAP ہے۔اس مقالہ میں یہ اجاگر کیا گیا ہے کہ آخر الزمان میں اسلام کیونکر ایک عالمی دین بن جائے گا۔ خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان اسباب کے تحقق کے لئے بھرپور کام کر سکیں اور اسلام کو جلد تنہا عالمی دین بنا دے تاکہ مصائب و مشکلات میں جکڑی اقوامِ عالم کو دنیا و آخرت کی فلاح و نجات حاصل ہو سکے۔

اس شمارے کے دامن میں "فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ - ایک مطالعہ" ایک ایسا مقالہ ہے جو عربی ادبیات کے ماتھے کے جھومر کی رونمائی کرتا ہے۔ یہ قصیدہ جس ہستی کی شان میں لکھا گیا ہے اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے منقول ایک روایت کے مطابق جب روز محشر ندا دی جائے گی: "عبادت گزاروں کی زینت کہاں ہیں؟" تو اِس ندا پر فرزند رسول حضرت امام سجاد علیہ السلام ہی قد علم فرمائیں گے۔ یقینا اس قصیدے کے محسّنات اور جس ہستی کی شان میں یہ قصیدہ لکھا گیا ہے اس کے محاسن کا مطالعہ ہماری فکر و نظر اور علم و عمل کی درستگی کا موجب ہے۔

عالم کی موت سے اسلام میں ایسا رخنہ پیدا ہوتا ہے جسے کوئی چیز پر نہیں کر سکتی۔ گذشتہ دنوں عالمِ اسلام ایک ایسے فقدان سے دوچار ہوا ہے۔ جس وقت " سید جعفر مرتضیٰ عاملی، ایک منفرد سیرت نگار "کے عنوان پر مقالہ لکھا جا رہا تھا، آپ زندہ تھے۔ آپ داعی اجل ہوئے تو آپ کی خدمات کے تعارف میں یہ مختصر مقالہ شائع کرنے پر ہمیں اتنی تسلی ملی کہ ہم نے آپ کو کچھ تو متعارف کروایا ہے۔ خدا آپ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے اور اس مقالہ کے توسط سے ہمارے قارئین کو آپ کی تصنیفات سے بہتر سے بہتر آشنا فرمائے!

اقوامِ عالم کے درمیان چپقلش کے ہزاروں اسباب ہیں، لیکن ان میں ایک عمدہ سبب، ایک دوسرے کے اعتقادات اور رسم و رواج کی فکری بنیادوں سے ناآشنائی ہے۔ بنی نوع بشر کا اساسی مسئلہ یہی ہے کہ ہر فرقہ اپنے عقائد پر راضی اور خوش ہے: " كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ "۔ اے کاش! معاملہ یہیں ختم ہو جاتا! لیکن یہ معاملہ اور آگے بڑھتا ہے اور ہر فرقہ، دوسروں پر اپنے عقائد ٹھونسنے کی ہوس میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ طرز زندگی افراد و اقوام کے درمیان چپقلش کا موجب ہے۔

اس کے برعکس، اگر افراد و اقوام ایک دوسرے کے اعتقادات اور طرزِ زندگی کی فکری بنیادوں سے آشنا ہو جاتے اور برتر منطق کو قبول کرتے تو سبھی اپنے بود و باش کو برتر منطق کے تابع کر لیتے۔ اگرچہ تاریخ بشریت میں آج تک ایسا نہیں ہو سکا لیکن انسانی سماج کے ماہرین اور ادیان عالم کے مرشدین اُس دن کے انتظار میں ہیں جب افراد و اقوام برتر منطق کی بنیاد پر استوار تہذیب و تمدن کو اپنا کر سب ہم رنگ ہو جائیں گے۔ اس بڑے انسانی سماج اور یکساں تہذیب کی تشکیل کی راہ میں قدم بڑھانے والوں نے تہذیبوں کے درمیان مکالمے کو ضروری گردانا ہے۔ اسی وجہ سے اسلامی اور مغربی تہذیب و تمدن کے درمیان مکالمے کے لئے بہتر سے بہتر فضا سازی ضروری ہے۔ مجلّہ نور معرفت کے اس شمارہ میں " اسلامی اور مغربی تمدن میں بنیادی فرق "کے عنوان پر ایک مقالہ، درحقیقت، اسی فضا سازی کے عمل کا حصّہ ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ سماجیات کے ماہرین کے لئے یہ مقالہ رہنما ثابت ہوگا۔

نور معرفت کے اس شمارے کا آخری مقالہ " EVALUATING THE ECONOMIC RESILIENCE OF SAARC COUNTRIES BY USING AHP-TOPSIS APPROACH "کے عنوان سے مزین ہے۔ یہ مقالہ عالمی اقتصادیات کے باب میں ایک متفاوت تگ و دَو کے خدّوخال اجاگر کرتا ہے۔ اس مقالہ کی *Worth* کے بارے میں ہمارے ملک کے ایک معروف ماہر اقتصادیات کا کہنا ہے کہ:

The paper responds to a new discussion in economics regarding the global financial crises of 2007-8. Using appropriate Analytical Approach the study attempts to find the ranking of SAARC countries on progress in

selected determinants of the economic resilience and exogenous shocks. The paper is important due to emerging economic dynamics of CPEC and other regional economic changes .

یہ جملات اس مقالہ کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے کافی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ مجلّہ نور معرفت کے قارئین کے لئے یہ مقالہ بھی انتہائی مفید ثابت ہو گا۔ آخر میں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ معرفت کا نور جو کہ درحقیقت، علم و دین کا نور ہے، زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے! آمین یا ربّ العالمین!

* * * * *